اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۴، مسلسل شمارہ:۳۶۶، سال ۲۰۲۲ء

نورالتعلیم - ایک نایاب اقبال نمبر

یاسمین کوثر، پی ایچ ڈی
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ

NUR AL - TALEEM
A RARE SPECIAL ISSUE ON IQBAL

Yasmin Kausar, PhD
Assistant Professor of Urdu
University of Sialkot, Sialkot

Abstract

Allama Iqbal began publishing regularly his verse since April 1901 in Sir Abdul Qadir's magazine *Makhzan*. This magazine played a pivotal role in popularizing Iqbal both home and abroad as a poet of great genius. Special issues of journals and magazines began publishing in Iqbal's own lifetime starting with Yousuf Hasan Khan's *Nairang-e Khayal* (September October 1932). Lately, two more Iqbal's Issues have been discovered namely *Nor-al-Taleem* and *Akhtar.* Discovery of these two issues is a valuable addition to the present literature on Iqbal. The article introduces and analyses one of them i.e., *Nur al-Taleem.*

Keywords:
Allama Iqbal, Sir Abdul Qadir, Urdu Poetry, Nairang-e Khayal, Nur-al Taleem

اقبالیاتی ادب کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ علامہ اقبال کی زندگی میں تین اقبال نمبر شائع ہوئے جن میں سے ایک تو یوسف حسن خان کا **نیرنگ خیال** (ستمبر اکتوبر ۱۹۳۲ء) کا اقبال نمبر ہے، جسے اقبال نے خود بھی بہت پسند کیا اور دیگر اہلِ علم لوگوں میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔(۱) اس کا یہ شمارہ بہت جلد نایاب ہو گیا۔ اسی اقبال نمبر کو رسالہ **نقوش** کے مدیر محمد طفیل (۱۹۸۶۔۱۹۲۳ء) نے یوسف حسن سے اجازت لے کر جشن صد سالہ ولادت اقبال ۱۹۷۷ء کے موقع پر دوبارہ شائع کیا۔(۲) اس شمارے میں محمد طفیل نے اٹھائیس مقالات تو **نیرنگ خیال** کے اقبال نمبر (ستمبر اکتوبر ۱۹۳۲ء) والے شامل کیے ہیں لیکن ۳۲ مقالات **نیرنگ خیال** کی دوسری عام اشاعتوں سے ماخوذ ہیں۔ اس اقبال نمبر کے آخر میں ڈاکٹر سلیم اختر (۱۹۳۴۔۲۰۱۸ء) نے "تکملہ" کے زیرِ عنوان اس تاریخی اقبال نمبر کا تنقیدی جائزہ لے کر اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

نیرنگ خیال کا یہ اقبال نمبر آج بھی کسی نہ کسی لائبریری میں نظر آ جاتا ہے لیکن دو اقبال نمبر (**نورالتعلیم**، **اختر**) ایسے ہیں جن کے بارے میں اقبالیاتی ادب میں کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ یہ دو اقبال نمبر اشاعت کے بعد گردشِ دوراں میں ایسے گم ہوئے کہ ان تک محققین اقبالیات کی رسائی نہ ہو سکی اور تاریخ اقبالیات میں دستاویزی و تاریخی حیثیت رکھنے والے یہ دونوں اقبال نمبر قارئین ادب کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ ایک طویل مدت کے بعد یہ نادر و نایاب اقبال نمبر راقمہ نے اپنی پی ایچ ڈی کی تحقیق کے دوران تلاش کیے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۔**نور التعلیم**، ماہ نامہ، گورنمنٹ نارمل اسکول، گکھڑ (فروری ۱۹۳۸ء، نمبر۵،۴) اقبال نمبر، ۸۰ صفحات۔(۳)

۲۔**اختر**، لاہور (فروری، مارچ ۱۹۳۸ء) اقبال نمبر۔(۴)

مذکورہ بالا دونوں اقبال نمبروں کے نادر ہونے کی تصدیق ماہر اقبال شناس ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (پ:۱۹۴۰ء) نے بھی ان الفاظ میں کی ہے:

> "علامہ اقبال کی زندگی میں رسائل کے اقبال نمبر (میرے علم کی حد تک) بس تین ہی شائع ہوئے: ۱۔ نیرنگ خیال کا خاص نمبر ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چھپا۔
> ۲۔ نورالتعلیم کا فروری ۱۹۳۸ء میں۔

۳۔ اختر کا اقبال نمبر فروری، مارچ ۱۹۳۸ء کا شمارہ ہے۔

۔۔۔مؤخر الذکر دونوں اقبال نمبروں کا ذکر اقبالیات کے کسی تذکرے یا کتابیات میں نہیں ملتا۔ ان کا سراغ حال ہی میں پی ایچ ڈی کی ایک طالبہ (یاسمین کوثر) نے لگایا ہے راقم کو یاسمین کی وساطت سے ان خاص نمبروں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کا شمار نوادر اقبالیات میں ہونا چاہیے۔"(۵)

زیر نظر مقالے میں صرف گورنمنٹ نارمل اسکول، گکھڑ کے ماہنامہ **نور التعلیم** کے نادر ونایاب اقبال نمبر کا جائزہ لیا جائے گا۔ یہ اقبال نمبر ایس ایم شاہ یمینی (بی اے آنرز) کے زیر ادارت شائع ہوا۔ زیر سرپرستی رائے بہادر مسٹر من موہن (ایم اے، پی ای ایس) اسسٹنٹ ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب اور ایس ایم شریف اسکوئر ایم اے انسپکٹر مدارس کی حمایت سے شائع ہوا۔ اس کے مدیر اعزازی صوفی غلام رسول ضیائی ہیں اور معاونین اعزازی میں حافظ محمد امین منشی فاضل، کنور انگد سنگھ راٹھور اور محمد اسماعیل باصر شامل ہیں۔ اس کا سرورق مشہور خطاط عبدالمجید پروین رقم نے تیار کیا۔ اس کے مشمولات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

- شذرات از صوفی غلام رسول ضیائی
- پیغام از رائے بہادر من موہن، ایم اے
- خطبہ اسقبالیہ از حضرت یمینی
- اقبال نے کیا کیا از چوہدری عطا محمد مشتاق منشی فاضل
- علامہ اقبال کی شاعری از چوہدری غلام رسول منشی فاضل
- اقبال (نظم) از مولوی محمد شریف، منشی فاضل، ادیب فاضل
- کلام اقبال کی خوبیاں از سردار گوربخش سنگھ، جوہر میڈلسٹ
- علامہ اقبال فارسی شاعر کی حیثیت سے از عبداللطیف وزیر آبادی، منشی فاضل
- اقبال (نظم) از ملک عبدالحمید حمید
- بال جبریل پر ایک نظر از حیرت فریدی جھنگوی
- راز دار فطرت از مشتاق منشی فاضل
- نفسیات کلام اقبال از آغا محمد زمان خان غزنوی
- اقبال کی شان امتیازی از مولوی محمد شریف، منشی فاضل، ادیب فاضل

- پس چہ باید کرد اے اقوام شرق از حافظ محمد امین، منشی فاضل، مدیر معاون
- علامہ اقبال کی فلسفیانہ شاعری از سید عبد المجید شاہ بخاری
- بانگ درا پر ایک نظر از کنور انگد سنگھ راٹھور مدیر معاون

"شذرات" کے زیر عنوان مدیر خصوصی غلام رسول ضیائی لکھتے ہیں:

"دنیا نے ہزاروں رنگ بدلے، لاکھوں زمانے دیکھے اور کروڑوں انسانوں کو مرجع خاص و عام بنایا۔ ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانوں کی دولت و حشمت اور اقبال کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور ہر فن کے صاحب کمال اسلام کے جھنڈے تلے جمع تھے۔۔۔ مگر یہ سب کچھ زمانے کے دست تطاول سے مٹ مٹا کر افسانہ ہو گیا۔۔۔ وہ نور جس نے عرفان کی چوٹیوں کو اپنی لمعات ریزی و ضیا گستری سے منور کر دیا تھا، وہ شمع ہدایت جس کی تجلیات سے کفر و الحاد کی تاریکی کافور ہو گئی تھی، اس کی ایک کرن اس کی ایک شعاع ہندوستان کی سر زمین سے پنجاب کے مردم خیز خطہ ارضی پر پڑی جس کی ضیا سے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں چکا چوند سی ہو گئی۔ اس کے آفتاب علم و ادب کی درخشانی نے سب کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔۔۔ یعنی بر اعظم ایشیا کے مایہ ناز اور عظیم المرتبت شاعر علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے پیغامات حیات افروز نے ایک عالم کے خوابیدہ اور بے حس قلوب میں ہیجان زندگی برپا کر دیا۔ شعرائے متقدمین، متاخرین میں بہت کم ایسی شخصیتیں ہیں جن کو حین حیات ہی میں شہرت دوام حاصل ہوئی ہو۔ علامہ موصوف کی موجودہ زندگی اور ان کے تازہ افکار سے پتا چلتا ہے کہ آپ آسمان شاعری سے پرواز کر کے مقام خودی یعنی عالم لاہوت میں پہنچ چکے ہیں۔ اور حقائق و معارف ایزدی کی ترجمانی کرتے ہوئے دنیا کو درس خودی دے رہے ہیں۔ چناں چہ ایک زمانہ آپ کے روح پرور اور جادو اثر کلام سے مسحور ہو کر آپ کی بے لوث خدمات کے اعتراف کے لیے بے تاب ہو گیا۔"(۶)

اسکول کی انتظامیہ نے "یوم اقبال کمیٹی" تشکیل دی جس کا یہ کام تھا کہ وہ یوم اقبال منانے کا پروگرام مرتب کرے تاکہ اقبال جیسے عظیم شاعر کو بھرپور طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو یہ خصوصی دن بڑے جوش اور جذبے سے منایا گیا۔ اس پروگرام کی دو نہایت کام یاب نشستیں منعقد ہوئیں۔ نشست اول میں ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ نے صدارت کی۔ اس تقریب میں اقبال کے چاہنے والے خوشی سے لالہ موسیٰ، وزیر آباد، گوجراں والا، لائل پور (موجودہ فیصل آباد) اور لاہور جیسے شہروں سے شریک ہوئے۔ پروگرام میں اسکول کے پرانے طلبا بھی شوق سے شریک ہوئے۔ کارروائی کا

آغاز اقبال کے ہندی ترانے کو ترنم سے گا کر کیا گیا۔ صدر محفل نے چند اکابر کے پیغامات پڑھ کر سنائے جو اپنی مصروفیات کی بہ دولت پروگرام میں شرکت نہ کر سکے۔ یہ پیغامات رسالے کے آغاز میں دیے گئے ہیں۔ یمینی صاحب نے کلام اقبال پر نہایت پر مغز خطبہ دیا۔

چوہدری غلام رسول ، منشی غلام یٰسین ، حیرت فریدی، سردار گوربخش سنگھ اور عبد اللطیف وزیر آبادی نے اقبال پر اپنے مقالات پیش کیے۔(۷)

ملک عبدالحمید، چوہدری عطا محمد، مولوی محمد شریف وغیرہ نے اقبال کی تعریف میں پر کیف نظمیں بھی پیش کیں۔ منشی غلام رسول ضیائی، منشی محمد علی، سید سلامت علی شاہ نے سحر آفریں انداز میں کلام اقبال کو پیش کر کے سامعین کے دل جیت لیے۔ کام یاب تقریب کے اختتام پر صدر محفل نے یمینی صاحب اور دیگر منتظمین کو مبارک باد پیش کی اور اقبال سے اپنی محبت کو بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا۔ انھوں نے بتایا چوں کہ میں ہندو ہوں، میرے دوست اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم خالص اسلامی محفلوں میں کیوں شرکت کرتے ہو اور خاص طور پر تم اقبال سے اتنی عقیدت کیوں رکھتے ہو جس کی شاعری خالص اسلامی رنگ میں رنگی ہوئی ہے ؟میں اپنے ایسے دوستوں کو جواب دیتا ہوں کہ جو شاعر "ترانۂ ہندی"، "ہمالہ" اور "نیا شوالہ" جیسی قومی نظمیں لکھتا ہو وہ صرف مسلمانوں کا شاعر کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی شاعری نے تو علم و آگہی کی شمعیں پوری دنیا میں روشن کیں اور برصغیر کے لوگوں کو غلامی سے نجات دلانے اور خواب غفلت سے بیدار کر کے خودداری سے جینا سکھایا ہے۔ ایسا عظیم شخص تو خواہ کسی بھی قوم سے ہو پرستش کے قابل ہے۔ آخر میں اقبال کی صحت یابی اور درازی عمر کے لیے دعا کی گئی۔(۸)

دوسری نشست تین بجے شروع ہوئی جس کی صدارت سردار جگت سنگھ (مدیر رسالہ "رہنمائے تعلیم" لاہور) کو دی گئی۔ اس نشست کے پروگرام میں آغا محمد زمان خان غزنوی، کنور انگد سنگھ راٹھور اور حافظ محمد امین نے اقبال پر نہایت عالمانہ مقالات پیش کیے۔ سید سلامت علی شاہ نے لحن داؤدی سے کلام اقبال پڑھ کر سامعین سے خوب داد حاصل کی۔(۹) منشی محمد علی، منشی سلطان محمد ماہر وغیرہ نے بھی کلام اقبال پیش کیا۔

زیر نظر رسالے میں یوم اقبال پر پڑھے گئے تمام مقالات، کلام اقبال اور اقبال کی مدح میں کہی گئی نظمیں اسی ترتیب سے شامل کی گئی ہیں جس ترتیب سے پروگرام میں پیش کی گئیں۔ رائے بہادر

من موہن صاحب نے اپنے پیغام میں بتایا کہ انھیں یوم اقبال کی اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی لیکن کثرت مصروفیات کی وجہ سے شرکت نہ کر سکا۔ اقبال کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ انھیں اسکول کے زمانے سے علامہ کی شاعری کے ساتھ خاص قلبی تعلق تھا۔ شوق سے ان کی شاعری پڑھتا تھا۔ میٹرک کے بعد تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب میں ان کے حلقہ شاگردی میں داخل ہوا۔ اقبال اپنے شاگردوں میں بہت مقبول تھے کیوں کہ وہ ایک قابل اور مشفق استاد تھے۔(۱۰)

یمینی صاحب نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور انٹر کالجیٹ مسلم برادرہڈ نے یوم اقبال منانے کی جو تجویز دی تھی اس پر اسکول کی انتظامیہ جو پہلے ہی اقبال اور اس کی فکر سے خاص محبت رکھتی تھی، اس نے لبیک کہہ کر اس پیغام کو اس پروگرام کے ذریعے عملی جامہ پہنایا۔ اس اسکول کی خاص بات یہ بھی ہے کہ یہاں تمام مضامین اردو میں پڑھائے جاتے ہیں اور افراد کی تربیت پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔(۱۱) اقبال کے فلسفہ خودی، نظریہ وطنیت و قومیت اور پھر تصور ملت کے ساتھ عصری نظام تعلیم کی بہتری پر زور ڈالتے ہیں۔ یوم اقبال منانے کے لیے منتظمین کو مبارک باد دیتے ہیں کہ یہ بہت احسن اقدام ہے۔(۱۲)

چوہدری غلام رسول نے "علامہ اقبال کی شاعری" کے نام سے مضمون لکھا۔ اقبال کا فارسی کلام، اقبال کا "لاڈلے بچے" کی طرح خدا سے شکوہ کرنا، اقبال سرور کائنات کے حضور میں، اقبال اور صحابہ کرام، اقبال اور ریاکار صوفی و ملا، شاہ و گدا، تقدیر و گدا جیسے موضوعات پر خیالات کا اظہار کیا۔ اس دور میں لوگوں میں فارسی زبان کا ایک ذوق تھا جس کا ثبوت اسکول سطح کے رسالے کے اس مضمون میں ہے۔(۱۳)

سردار گور بخش سنگھ کا "کلام اقبال کی خوبیاں" کے زیر عنوان ایک اور مقالہ دیا گیا ہے۔ وہ مقالے میں اقبال کی شاعری کو یوں خراجِ ستائش پیش کرتے ہیں:

> "کلام اقبال سراپا شمیم اقبال سے مخمور ہے۔ میں اپنے اس مقالہ میں حضرت موصوف کے صرف چند اشعار کا ہی ذکر کروں گا۔ از حد سلیس اور سادہ الفاظ کے جامہ میں ملبوس ہونے کے باوجود بھی گودڑی کے لعل کی طرح اپنی درخشانی سے دیکھنے والے کی آنکھیں خیرہ کرنے کا کمال رکھتے ہیں اور علامہ موصوف کے کلام کا سب سے بڑا وصف یہی ہے کہ اس کی رگ رگ میں آمد کا اثر ہے اور اس لحاظ سے لفظ لفظ بل کہ حرف حرف سے حقیقت کا نور برستا ہے اور یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ آپ کا کلام اگر الہامی نہیں تو اس سے کم بھی نہیں۔"(۱۴)

کلام اقبال سے منتخب مثالوں کے ذریعے ان کی منفرد خصوصیات سخن کو پیش کیا ہے۔ وہ مسلمانوں میں مرد مومن کی خصوصیات بیدار کر کے انھیں عمل کے لیے تیار کرتے ہیں۔ اقبال نے دنیا بھر کے لوگوں کو کمال خوبی سے سیدھے رستے کی طرف راہ نمائی کی۔

عبد اللطیف وزیر آبادی نے اقبال سے اپنی محبت کو "علامہ اقبال فارسی شاعر کی حیثیت سے" کے زیر عنوان مضمون میں پیش کیا۔ اقبال کی فارسی شاعری کو سمجھنا ایک عام شخص کے لیے کوئی آسان کام نہیں لیکن اقبال کے دور میں بیشتر لوگ فارسی زبان سے آشنا تھے۔ اقبال نے فارسی شاعری کب شروع کی اور پھر اس میں کس طرح کے خیالات پیش کیے؟ اس پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ علامہ جب اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان تشریف لے گئے تو پی ایچ ڈی کا موضوع فارسی زبان سے متعلق تھا۔ اس کے علاوہ مضمون میں اقبال کی فارسی کتب کا جائزہ لیا گیا ہے۔(۱۵)

منشی غلام یسین حیرت فریدی جھنگوی اپنے مضمون "بال جبریل پر ایک نظر" میں بتاتے ہیں کہ اقبال ایک ایسے شاعر ہیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو سیدھا راہ دکھایا۔ ان کا وجود اسلام کے لیے باعث برکت و مایہ ناز ہے۔ مصنف **بال جبریل** کو دنیا کی بہترین کتاب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "آپ کی تصنیف **بال جبریل** کے معانی اپنی بساط کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں اس حقیقت کا انکشاف کرنے میں ذرا بھی باک نہیں کرتا کہ دنیا میں کوئی تصنیف اس تصنیف کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"(۱۶)

منشی غلام یسین نے اقبال کے مختلف تصورات اور نظریات مثلاً خودی، محبت، عشق و فقر، تعلیمی صورت حال، نوجوانوں کے لیے جدوجہد اور حرکت کے پیغام کو خوب صورتی سے پیش کیا ہے۔ منشی صاحب لکھتے ہیں:

> "آپ کی تصنیفات نے اقوام عالم میں ایک ہیجان برپا کر رکھا ہے۔ آپ کی تصنیفات کیا ہیں سرمایہ حیات اور گنجینہ رموز و نکات، جن سے ہزاروں بنی نوع انسان فیض یاب ہوتے نظر آ رہے ہیں اور تا قیام قیامت ہوتے رہیں گے۔۔۔ آج تک کسی نے بھی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اس طرح روشنی نہیں ڈالی جس طرح کہ ڈاکٹر اقبال نے۔"(۱۷)

آغا محمد زمان خاں نے "نفسیات کلام اقبال" کے موضوع پر مضمون لکھا جس میں انھوں نے اقبال کے فلسفہ خودی اور عرفان ذات پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اقبال نے اس طرح کے تصورات سے تبلیغ اسلام کا کام کیا ہے۔ ان کے سامنے اس سلسلے میں بہترین نمونہ حضور ﷺ کی ذات گرامی تھی جنھوں نے

ظلم و جبر کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔ اس مقالے میں علامہ کے اردو کے ساتھ فارسی کے اشعار بھی مثالوں میں پیش کیے گئے ہیں۔(۱۸)

گورنمنٹ نارمل اسکول گکھڑ کے سابق طالب علم منشی مولوی محمد شریف قصوری نے اپنے مضمون "اقبال کی شان امتیازی" میں کلام اقبال کے فکر و فن کی جدت کو سراہتے ہوئے قدامت پسندی کے نقصانات کا ذکر کر کے اقبال کی انفرادیت نمایاں کی ہے۔ اقبال نے عصر حاضر کے مسائل کو بالکل نئے اور جدید انداز میں اپنے خاص رنگ کے ساتھ پیش کیا۔ انھی خوبیوں کی بہ دولت وہ زندہ جاوید ہیں۔(۱۹)

رسالہ **نورالتعلیم** کے معاون مدیر حافظ محمد امین نے اپنے مضمون "پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" میں اقبال کی دیگر کتب کے ساتھ ان کی دو تازہ ترین مثنویوں **مسافر** اور **پس چہ باید کرد اے اقوام شرق** کا ذکر کیا اور **پس چہ باید کرد اے اقوام شرق** کا فکری و فنی جائزہ لیا گیا ہے۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

> "سب سے بڑی خوبی جو آپ میں ہے، وہ یہ ہے کہ آپ مرد خود آگاہ ہیں۔ اپنی منزل پہچانتے ہیں اور انسان کو اس کی صحیح منزل سے شناسا کرانا چاہتے ہیں۔"(۲۰)

اقبال نوجوانوں کے فکر و عمل میں سے جمود کو ختم کر کے تحرک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل وہ لوگوں کے دلوں میں جذبہ حب الوطنی پیدا کر کے انھیں زوال سے نکالنا چاہتے ہیں۔

نارمل اسکول گکھڑ کے سابق طالب علم سید عبدالمجید شاہ بخاری نے اپنے مضمون "علامہ اقبال کی فلسفیانہ شاعری" میں کلام اقبال سے مذہب، سیاست، نفسیات اور خودی کو مثالوں سے پیش کیا ہے۔ ان کے مطابق علامہ کی ساری شاعری انھی بڑے موضوعات کے گرد گھومتی ہے، جنھیں وہ بڑی مہارت سے پیش کرتے ہیں۔ اقبال کی عوام میں مقبولیت اور اہمیت کو اچھے انداز سے پیش کیا ہے۔(۲۱)

رسالہ **نورالتعلیم** کے مدیر معاون کنور انگد سنگھ راٹھور نے اپنے مقالہ "بانگ درا پر ایک نظر" میں اقبال کی شاعری کے تین ادوار کی تفصیل بتائی اور ان ادوار میں اقبال کی شاعری کی خصوصیات کو پیش کیا۔ انھوں نے فطرت نگاری، قومیت، وطنیت، مذہب، آزادی، امید وغیرہ جیسے موضوعات پر روشنی ڈالنے کے ساتھ اقبال کی ظریفانہ شاعری پر بھی بات کی ہے۔ آخر میں مصنف، اقبال سے ایک درخواست کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اخیر میں ہم جناب اقبال کی خدمت عالیہ میں بڑی جرات لیکن نہایت ادب کے ساتھ گذارش کرنے پر مجبور ہیں کہ وہ پھر سے اپنا روئے سخن اردو ادب کی طرف مبذول فرمائیں۔ جس سے کہ آئندہ بننے والی زبان زمانہ حال کے جدید علم و فن کی متحمل ہو سکے کیوں کہ

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزی پروانہ ہے"(۲۲)

نور التعلیم کے اس اقبال نمبر میں مقالات کے ساتھ چند نظمیں بھی شامل ہیں جن میں اقبال کے فکر و فن کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

چوہدری عطا محمد سابق مدیر **نور التعلیم** نے اقبال سے قلبی محبت کا اظہار اپنی ایک نظم "اقبال نے کیا کیا" کے ذریعے کیا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ اقبال نے خودی اور عرفان ذات کے درس سے نوجوان نسل میں انقلابی جذبہ پیدا کر دیا اور خواب غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو جگا دیا اور ان میں اخوت کا رشتہ مضبوط کر دیا۔(۲۳)

مولوی محمد شریف نے "اقبال" کے زیر عنوان مسدس کی ہیئت میں بائیس بندوں پر مشتمل ایک طویل نظم تحریر کی ہے جس میں اقبال کی تعریف کی گئی ہے۔ اسلوب بہت سادہ، عام فہم اور رواں ہے۔ الفاظ کا چناؤ بہترین ہے۔ مدیر ضیائی صاحب اس نظم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "شریف صاحب نے علامہ اقبال کو ان کے حقیقی رنگ میں پیش کرنے کی قابل تحسین کوشش کی ہے۔ نظم باوجود طویل ہونے کے اپنی اہمیت کو اخیر تک بر قرار رکھے ہوئے ہے۔ تخیل کی ندرت الفاظ کی رنگینی اور سلاست و روانی شریف صاحب کے صاحب ذوق ہونے کی بین دلیل ہے۔"(۲۴)

ملک عبد الحمید حمید کی نظم "اقبال" میں اقبال اور ان کے کلام کی تعریف کی گئی ہے۔(۲۵)
چوہدری عطا محمد مشتاق منشی نے اپنی نظم "راز دار فطرت" میں اقبال کو راز دار فطرت اور زندگی کا ترجمان کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

ملائک وجد میں آتے ہیں سن کر جس کے نغموں کو
وہ بستان سخن میں بلبل شیوا بیاں تو ہے
مقابل آنے والوں کو جو دم بھر میں فنا کر دے
وہ بام طور سے اتری ہوئی برق تپاں تو ہے(۲۶)

الغرض نارمل اسکول گکھڑ کی انتظامیہ اور طلبا نے اقبال سے اپنی دلی محبت اور خلوص کو یوم اقبال منا کر پیش کیا اور اقبال کی شاعری کے فکری و فنی موضوعات کو پر مغز مقالات اور خوب صورت نظموں کے پیرائے میں پیش کیا، جنھیں **نور التعلیم** کے زیر نظر اقبال نمبر میں خوب صورتی سے پیش کیا گیا۔ اس میں

شامل مقالات میں فکر اقبال کے تقریباً سبھی اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس میں بہت بڑی علمی وادبی شخصیات کے مقالات تو شامل نہیں ہیں لیکن اس کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک اسکول کی سطح پر اردو کے ساتھ فارسی سے طلبا اور اساتذہ کا کتنا گہرا تعلق تھا لوگ اس زبان کا فہم رکھتے تھے۔ یہ اقبال نمبر تاریخ اقبالیات میں تاریخی اور دستاویزی حیثیت رکھتا ہے، جو اقبال کے فکر وفن کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ جب بھی کوئی محقق اقبالیات کی تاریخ مرتب کرے گا، اس میں اس اقبال نمبر کی اپنی خاص اور دستاویزی حیثیت ہوگی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرح کے اور بے شمار اہم رسائل وجرائد جو گم نامی کے پردے میں پڑے ہیں اور دیمک زدہ کاغذ شکست وریخت کا شکار ہیں، انھیں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے محفوظ بنایا جائے تاکہ آئندہ نسلیں ان سے استفادہ کر سکیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) نیرنگ خیال، اقبال نمبر، (لاہور: ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۲) نقوش، اقبال نمبر، نیرنگ خیال کے اقبال نمبر کا نیا ایڈیشن، (لاہور، نومبر ۱۹۷۷ء)

(۳) نورالتعلیم، ماہ نامہ، اقبال نمبر، شمارہ نمبر ۴، ۵، گورنمنٹ نارمل اسکول، (گکھڑ، فروری ۱۹۳۸ء)

(۴) اختر، اقبال نمبر، (لاہور: فروری، مارچ ۱۹۳۸ء)

(۵) تحصیل، ششماہی، جلد اول، شمارہ اول، (کراچی: جولائی، دسمبر ۲۰۱۷ء)، ۱۴۱۔

(۶) نورالتعلیم، ماہ نامہ، اقبال نمبر، ص ۴، ۳

(۷) ایضاً، ۴۔ (۸) ایضاً، ۵۔ (۹) ایضاً، ۶۔

(۱۰) ایضاً، ۷۔ (۱۱) ایضاً، ۸۔ (۱۲) ایضاً، ۱۲۔

(۱۳) ایضاً، ۱۴۔۱۹۔ (۱۴) ایضاً، ۲۶۔ (۱۵) ایضاً، ص ۳۰۔۳۵

(۱۶) ایضاً، ۳۹۔ (۱۷) ایضاً، ۳۸۔ (۱۸) ایضاً، ۴۶۔۵۳

(۱۹) ایضاً، ص ۵۴۔۵۸ (۲۰) ایضاً، ۶۰۔ (۲۱) ایضاً، ۷۰۔۷۳

(۲۲) ایضاً، ۸۰۔ (۲۳) ایضاً، ۱۳۔ (۲۴) ایضاً، ۲۰۔

(۲۵) ایضاً، ۳۶۔ (۲۶) ایضاً، ۴۵۔

BIBLIOGRAPHY

- *Nairang-i Khayāl*, Iqbal Number, (Lahore: 1932)
- *Naqūsh*, Iqbla Number, (Lahore: 1977)
- *Nur al-Ta'līm*, Monthly, Iqbla Number, (Ghakhar: 1938)
- *Akhtar*, Iqbal Number, (Lahore: 1938)
- Teḥsīl, Vol.I, Issue 1, (Karachi: 2017)

❖❖❖